مدینۃ المسیح

قادیان ۸ ماہ ظہور۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق آج ۸ ۱/۲ بجے شام کی اطلاع مظہر ہے کہ حضور کی طبیعت نزلہ کی وجہ سے ناساز ہے۔ احباب دعائے صحت کریں۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت خدا تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمد للہ

کل شام اور آج بھی احمدی خواتین نے اجتماعی طور پر دعا کی۔

بیگم صاحبہ نواب محمد عبداللہ خان صاحب بیمار ہیں۔ احباب دعائے صحت فرمائیں

جلد ۳۵ | ۹ ماہ ظہور ۱۳۲۶ ہش | ۲۱ رمضان المبارک ۱۳۶۶ھ | ۹ اگست ۱۹۴۷ء | نمبر ۱۸۸

ہنومان پادر جی کا گاندھی جی پر بہتان

جناب ایس ہنومان پاڈر صاحب نے بقول سول ملٹری گزٹ اپنے ایک نہایت بے باکانہ بیان میں گاندھی جی پر مسلمانوں کی بے جا طرف داری کے سخت الزامات لگائے ہیں۔ اس بیان کے اقتباسات جو اخبار مذکور میں دیئے گئے ہیں پڑھ کر ہندوانہ ذہنیت کا ایک عجیب نظارہ آنکھوں کے سامنے پھر جاتا ہے۔ اول تو گاندھی جی اور مسلمانوں کی جنبہ داری ایک ایسا سفید جھوٹ ہے جس سے الزام لگانے والے کی تیرہ نگاہی پر کافی روشنی پڑتی ہے ہم نے گاندھی جی کا آج تک ایک بھی ایسا بیان نہیں پڑھا۔ جو جناح صاحب یا مسلم لیگ کے خلاف غلط فہمیاں پھیلانے پر مشتمل نہ ہو۔ یہاں تک کہ مسٹر جناح کے اس تاریخی بیان کے بعد جس میں انہوں نے پاکستان کی اقلیتوں کے جان و مال عزت و ناموس کی حفاظت کا وعدہ کیا۔ ہم امید رکھتے تھے کہ گاندھی جی اور نہیں تو کم از کم ان ہندو لیڈروں کو بھی جو ہندوستان کے مسلمانوں کو دھمکیاں دیتے چلے جاتے ہیں سرزنش کریں گے۔ مگر آپ نے کیا تو یہ کیا کہ گول مول لفظوں میں اس بیان کے خلاف بداعتمادی کا اظہار کر کے پاکستانی اقلیتوں کو اور بھی بدظن کرنے کی کوشش کی۔ اگر زیادہ نہیں تو پچھلے دو تین مہینوں کے ہی آپ کے بیانات نکال کر مطالعہ کئے جائیں۔ تو یقیناً ہماری بات کی سچائی ظاہر ہو جائے گی۔

ایس ہنومان پاڈر جی فرماتے ہیں کہ "مہاتما گاندھی اس بات پر تلے ہوئے ہیں۔ کہ اپنے ہی وطن میں ہندوؤں کے جائز اور منصفانہ مطالبات کی مخالفت کی جائے۔ یہ ایک کھلا راز ہے۔ کہ مسٹر جناح کے دو قومی نظریہ کے رعایت کے مدنظر اور مسلمانوں کے اس اصرار پر کہ انہیں علیحدہ وطن ملنا چاہیئے جہاں وہ اپنی تہذیب و تمدن کی حفاظت کر سکیں۔ ہندوستان کے ٹکڑے ٹکڑے کئے گئے ہیں۔ اس سے یہ قدرتی نتیجہ برآمد ہوتا ہے۔ کہ ہندو ہندوستان میں اپنی مرضی کے مطابق آئین بنانے میں آزاد ہیں۔ اس لئے مسلمانوں کو اب وہ دو فائدے نہیں مل سکتے۔ ان کو ہندوستان اور پاکستان دونوں میں گئوکشی کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ اگر صرف وجہ سے کہ ہندوستان غیر ہندوؤں کا بھی وطن ہے گئوکشی ممنوع نہیں قرار دی جاسکتی تو کیا یہ دلیل پاکستان پر چسپاں نہیں ہوتی۔ کہ وہاں گئوکشی ممنوع قرار دی جانی چاہیئے کیونکہ پاکستان ہندوؤں کا بھی ویسا ہی ملک ہے۔ کہا گیا ہے کہ گئوکشی کو انڈین یونین میں ممنوع قرار دینا ہندوؤں کی طرفداری ہوگی۔ اور یہ فرقہ وارانہ حمایت ہوگی۔ کیا یہ مسلمانوں کی اسی طرح طرفداری نہیں ہے۔ کہ ہندوؤں کے اس منصفانہ مطالبہ کی مخالفت کی جائے۔"

اس لاجواب منطق کو پڑھ کر سمجھ نہیں آتی۔ کہ کوئی رونے یا ہنسے۔ کیا مسٹر ایس ہنومان کوئی ایسا قانون بتا سکتے ہیں۔ جو اپنے تمدن اور تہذیب کے لئے مسلمان پاکستان میں رائج کرنا چاہتے ہیں۔ اور جس سے ہندوؤں کے بنیادی حقوق پر اثر پڑتا ہو۔ "دو قومی" نظریے اور ہندوؤں اور مسلمانوں کے لئے علیحدہ علیحدہ منطقے مقرر کرنے کا یہ نتیجہ ہرگز نہیں ہے۔ کہ کوئی دوسری قوم محض ایک قوم کے بیجا جذبات کی [illegible] کی جاسکتی ہے۔ مثلاً پاکستان میں کوئی ایسا قانون نہیں بنایا جاسکتا۔ جس سے کسی قوم کے مذہب پر زد پڑتی ہو۔ ہندوؤں کو کھلی اجازت ہوگی۔ کہ وہ نہ صرف گئوکشی ہی نہ کریں۔ بلکہ جس طرح چاہیں گائے کی پرستش کریں۔ ہم نہیں سمجھتے۔ کہ ہندوؤں یا مسلمانوں کو اس علیحدگی سے یہ حق کس طرح پیدا ہو گیا ہے۔ کہ وہ اپنے جائز و ناجائز مذہبی جذبات دوسری اقوام پر جن کی نظر میں ان جذبات کی کوئی حقیقت نہیں بذریعہ قانون ٹھونس سکتے ہیں۔ اگر ایک شخص اپنے مذہبی اصولوں کے مطابق ایک کام کرنے کا مجاز ہے۔ تو حکومت کا کیا حق ہے۔ کہ اگر وہ کام امن عامہ کے منصفانہ اصول کی خلاف ورزی نہیں ہے۔ تو اس کام سے اس کو قانوناً روکے۔ بے شک یہ بات تو قرین انصاف ہے۔ کہ خواہ پاکستان ہو یا ہندوستان مسلمانوں کو اجازت نہیں ہونی چاہیئے۔ کہ وہ کھلم کھلا محض ہندوؤں کو چڑانے کے لئے گئوکشی کریں۔ ہم اس بات کے حق میں ہیں کہ پاکستان میں بھی اس قسم کی پابندیاں ضرور لگانی چاہئیں۔ جس سے ہندوؤں کے جذبات کی حفاظت کی جائے۔ لیکن ہم اس بات میں کوئی عدل و انصاف نہیں دیکھتے۔ کہ ہندوستان کی تیس کروڑ آبادی کو ایک [illegible] کر دیا جائے۔ محض اس لئے کہ چند کروڑ ہندو [illegible] کو متبرک جانور سمجھ کر اس کی پرستش کرتے ہیں۔ اس طرح تو جیسا کہ

ایڈیٹر:۔ روشن دین تنویر بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی

بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر الفضل قادیان سے شائع کیا

ہم نے پہلے ان کالموں میں لکھا تھا۔ نہ کوئی جانور اور نہ کوئی درخت ہی انسانوں کے استعمال میں لایا جا سکتا ہے۔ ہندوستان میں کونسا جانور یا کونسا درخت ہے۔ جس کی پوجا نہیں ہوتی۔ اگر پانچ کروڑ آدمیوں کے لئے ایک جانور کو ممنوع قرار دیا جا سکتا ہے۔ تو کیوں ایک آدمی کے لئے دوسرے جانور کو ممنوع نہ قرار دیا جائے۔ ورنہ اس کے تو وہی معنے ہوں گے۔ جس کی لاٹھی اسی کی بھینس۔ اس طرح "اہنسا پرمودھرما" کا اصول کہاں جائیگا۔ اس کا مطلب تو یہی ہے۔ کہ کسی کی جی ہتیا نہ کی جائے۔ یہ مطلب نہیں کہ پانچ کروڑ کی تو جی ہتیا نہ کی جائے۔ ہاں ایک انسان کی بیشک جی ہتیا ہوتی ہے تو ہو۔

ہم جناب ایس ہنومان صاحب کی خدمت میں عرض کرتے ہیں۔ کہ ہندوستان کی علیحدگی کا اگر یہی مطلب ہے۔ کہ ہندو اس علاقہ میں ہر ایک کو گئو پرستی پر مجبور کر سکتے ہیں۔ تو معاف رکھیں۔ ہم یہ کہنے پر مجبور ہیں۔ کہ وہ اسلام دشمنی میں اس قدر اندھے ہو گئے ہیں۔ کہ گو گاندھی جی نے مسلمانوں کے لحاظ سے نہیں۔ بلکہ خدا جانے کس غرض کے مدنظر گئو کشی قانوناً ممنوع قرار دیئے جانے کی مخالفت کی ہے۔ تو آپ ان پر یہ اتہام لگا رہے ہیں۔ کہ وہ مسلمانوں کی رعایت کر رہے ہیں۔ حالانکہ دنیا جانتی ہے۔ کہ گاندھی جی اس جرم کے ارتکاب کے بالکل ناقابل ہیں۔ آپ کو چاہیئے تھا کہ جو دلائل گاندھی جی نے اس کے خلاف دیئے ہیں۔ ان کی با دلائل تردید کرتے۔ اور عقلی طور پر یہ ثابت کرتے۔ کہ ہندوؤں کے یہ عجیب و غریب اور دقیانوسی جذبات قانوناً دوسروں پر ٹھونسنا عین عدل و انصاف کے اصولوں پر مبنی ہے۔ محض گاندھی جی پر مسلمانوں کی طرفداری کا غلط الزام لگانے سے تو کوئی فائدہ نہیں۔

باقی آپ نے جو اقتصادی نقطہ نظر سے گئو پرستی کے حق میں دلائل دیئے ہیں۔ وہ ایسے ہیں جو بارہا غلط ثابت کئے جا چکے ہیں۔ اگر آج ہندوستان میں دودھ اور گھی کی کمی ہے۔ تو اس کی وجہ ہرگز ذبح گاؤ نہیں۔ باقی تمام دنیا باوجود ذبح گاؤ کے کس طرح گزارہ کر رہی ہے۔ اور لڑائی سے پہلے ہندوستان ہی میں روپیہ کا دس بارہ سیر دودھ اور روپیہ چودہ آنے سیر گھی کیوں ملتا تھا۔ گھی اور دودھ کی کمی کا باعث ذبح گاؤ نہیں بلکہ اور وجوہات ہیں جو دنیا کے تمام اقتصادی نظام پر اثر انداز ہو رہی ہیں۔ ہنومان جی ان عارضی باتوں سے فائدہ اٹھا کر غلط دلائل پیش کرنے میں تامل نہیں کرتے۔ یہی ہندو ذہنیت اور منطق ہے۔ اگر یہ منطق تبدیل نہ ہوئی تو ہندوستان کا مستقبل سراسر تاریک نظر آتا ہے۔ معلوم نہیں یہ لوگ گنگا۔ پتھر۔ درخت۔ جانور وغیرہ

دعائیں کرو۔ دعائیں کرو۔ دعائیں کرو

اس سے زیادہ نازک وقت جماعت پر کبھی نہیں آیا!

قادیان ۸ ظہور۔ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ آج ۱½ ۲ بجے دوپہر نماز جمعہ کے لئے تشریف لائے۔ اور ۱۵ منٹ تک خطبہ فرماتے رہے۔ ابتدا میں آپ نے منتظمین مساجد کی کوتاہی اور فرض ناشناسی پر اظہار افسوس کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب رضؓ کی وفات کے بعد مساجد کا انتظام بہت ناقص ہو گیا ہے۔ چنانچہ پچھلے کئی دن مغرب کی اذان اصل وقت سے دس منٹ بعد ہوتی رہی۔ اور صبح کی اذان ایک دن ۲۰ منٹ بعد ہوئی۔ اسی طرح اکثر لوگوں کے روزے خراب ہوتے رہے۔

اس کے بعد حضور نے جماعت کو موجودہ خطرات سے آگاہ کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ اس وقت جماعت ایسے سخت خطرات میں سے گزر رہی ہے۔ کہ اگر تمہیں ان کی تفصیل اور اہمیت معلوم ہو جائے۔ تو شاید تم میں سے بعض کی جان نکل جائے۔ مگر تمہیں معلوم نہیں اس واسطے تم گلیوں اور مجلسوں میں ہنستے پھرتے ہو۔ دو تین روز قبل میں نے اس طرف توجہ دلائی تھی۔ آج پھر آپ لوگوں کو متوجہ کرتا ہوں۔ کہ جماعت کو خطرات سے بچانے کے لئے دعاؤں کی سخت ضرورت ہے۔ آج رمضان کی بیسویں تاریخ ہے۔ اور جس قدر زیادہ سے زیادہ لوگ اعتکاف پر بیٹھ سکتے ہوں وہ بیٹھیں اور سلسلہ کے لئے دعائیں کریں۔

اس موقع پر نوجوانوں کو جو پہرے وغیرہ کے کاموں میں مصروف ہیں۔ یہ نصیحت کرتا ہوں کہ وہ اعتکاف پر نہ بیٹھیں۔ کیونکہ اس وقت ان کا اعتکاف نہ بیٹھنا ہی ثواب کا موجب ہے۔ یہ ایام نوجوانوں کی عملی قربانی پیش کرنے کے ہیں۔ اس لئے انہیں اس وقت زیادہ سے زیادہ خدمات بجا لانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

کمیشن کے فیصلہ کے ذکر میں حضور نے فرمایا۔ کہ یہ دو تین دن ہی ایسے ہیں۔ جن میں فیصلے ہو جائیں گے۔ لہٰذا ان دنوں میں خاص طور پر دعاؤں کی ضرورت ہے۔ اور اس طرح دعائیں کی جائیں کہ ماتھے گھس جائیں اور ناک رگڑے جائیں اور یونسؑ نبی کی قوم کی طرح آہ و زاری کی جائے۔ تاکہ خدا تعالےٰ کا عرش ہل جائے۔ اور ہم اس کے فضل کے کھینچنے میں کامیاب ہو جائیں۔

خطبہ کے خاتمہ پر حضور نے نہایت جوش سے فرمایا:-

دعائیں کرو۔ دعائیں کرو۔ دعائیں کرو۔ کیونکہ اس سے زیادہ نازک وقت ہماری جماعت پر کبھی نہیں آیا۔

(دینیر احمد وینس)

حضرت میر محمد اسماعیل صاحب رضی اللہ عنہ کی وفات پر

(از انور صاحب قریشی انور گورداسپوری)

وہ رازِ محبت کی تکمیل تھا — وہ ارشادِ رحمت کی تعمیل تھا
وہ اپنے لئے عشق کی حد رہا — وہ پروانۂ شمعِ احمدؐ رہا
وہ دلسوزئ عشق کا رازداں — وہ پابندۂ ہستئ جاوداں
حقیقت کے چہرے سے اٹھا نقاب — وجود اس کا تھا پرتوِ آفتاب
چھپائے گی کیا اس کو خاکِ لحد — اسے جگمگائے گا نورِ ابد

مطلوب و طالب کا قصہ رہا
وہ پیوستۂ رحمتِ حق ہوا

لاہور کی تباہی کے متعلق مزید روایات

(۱) میں حلفیہ تحریر کرتا ہوں۔ کہ ماسٹر ملک نواب دین صاحب مرحوم اور ملک بابا غلام فرید صاحب کے والد [illegible] دین صاحب مرحوم ہم کو تبلیغ کرتے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیاں سنایا کرتے تھے۔ جس میں بارہا آپ لاہور والی پیشگوئی سنایا کرتے تھے۔ کہ لوگ کہیں گے کہ اس جگہ لاہور شہر آباد تھا۔ جب میں نے ۱۹۱۹ء میں بیعت کی تب بھی مرحوم یہ پیشگوئی سنایا کرتے تھے۔ پھر دل میں تسکین ہو گئی۔ اللہ کے نبی کی باتیں ضرور پوری ہوتی ہیں۔ (ملک اللہ رکھا کنجاہی احمدی ضلع گجرات پنجاب)

(۲) اخبار "الفضل" میں لاہور کی تباہی کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور دیگر بزرگوں کی چند روایات چھپ رہی ہیں۔ ایک بات مجھے بھی یاد آئی ہے کہ جب ۲۰-۱۹۲۱ء میں قادیان میں تعلیم پاتا تھا۔ تو ان دنوں ایک بات بہت مشہور ہوئی تھی۔ کہ لاہور شہر کے نیچے ایک آتش فشاں پہاڑ ہے جو کسی وقت پھٹ جائیگا۔ حضرت مسیح موعودؑ کی الہامات کی روشنی میں کسی کا شعر تھا۔ جو طالب علموں کی زبان پر تھا۔ وہ شعر یہ ہے۔ ؎ "ادھر بیاس تلک قادیان پھیلے گا ÷ ادھر کہیں گے کہ لاہور کا نشاں ہی نہیں۔"

(فضل کریم احمدی اور سیر لودی ننگل ضلع گورداسپور)

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ عنہ کا مرض الموت

(از کیپٹن ڈاکٹر شاہنواز خانصاحب قادیان)

حضرت میر صاحب مرحوم کی سیرت کے متعلق اکثر دوستوں نے اپنے تاثرات کا اظہار الفضل کے ذریعے فرمایا ہے اور سینکڑوں ایسے ہونگے جو لکھنے کا ارادہ کر رہے ہونگے۔ کیونکہ حضرت میر صاحب کے حلقہ احباب اور ان سے جسمانی و روحانی فیض یافتہ دوستوں کی تعداد بلا مبالغہ ہزاروں تک پہنچتی ہے۔ اور میں بلا خوف تردید کہہ سکتا ہوں۔ کہ جماعت کے افراد (عورتوں مردوں۔ بچوں) میں سے شاذ ہی کوئی ہوگا۔ جو حضرت میر صاحب کا زیر احسان نہ ہو۔ مگر میں اس وقت ایک اور پہلو پر روشنی ڈالنا چاہتا ہوں۔ جو سیرت سے کم اہم نہیں۔ اور وہ آپ کی مرض الموت کے حالات اور ان کا پس منظر ہے۔

اکثر احباب طبعاً یہ خواہش رکھتے تھے۔ کہ آپ کی وفات کا صحیح سبب معلوم ہو۔ مگر میں نے ارادتاً ذرا دیر سے اس نازک پہلو پر قلم اٹھایا ہے۔ کیونکہ میں اس بات کی انتظار میں تھا۔ کہ کوئی دوسرے ڈاکٹر صاحب جنہوں نے حضرت میر صاحب کی خدمت میں زیادہ حصہ لیا تھا اس پر لکھتے۔ مگر میں دیکھ رہا ہوں۔ کہ آپ کی وفات کے متعلق بعض غلط فہمیاں پیدا ہو رہی ہیں۔ اس لئے میں نے ضروری جانا کہ جہاں تک عاجز کو علم ہے۔ اختصار کے ساتھ بعض حصے بیان کردوں۔

مرض الموت کا پس منظر

اکثر احباب کو علم ہے کہ حضرت میر صاحب مرحوم پنشن لینے کے بعد سے ہی قریباً دائم المریض تھے۔ اور مجالس میں کم حصہ لیا کرتے تھے۔ آپ کو عرصہ سے تین امراض لاحق تھے۔ جو کبھی کبھی شدید دورہ کی صورت میں ظاہر ہو جایا کرتے اول پرانا ملیریا بخار۔ دوسرے دمہ (ضیق النفس) اور تیسرے پلیورسی (پھیپھڑوں کے غلاف کی پرانی سوزش) ان کے ازالہ کے لئے آپ باقاعدہ کونین کھاتے تھے۔ اور فلسول بھی استعمال فرماتے۔ جو دمہ کے لئے ان کو بہت موافق آتی تھی۔ اور کبھی کبھی شدید دورہ کے ازالہ کے لئے مارفیا کا ٹیکہ بھی لیا کرتے تھے۔ یہ تینوں ادویہ (کونین۔ فلسول مارفیا) اعصاب کو کمزور کرنے والی اور معدہ کو خراب کرنے والی ہیں۔ مگر مجبوراً ان کو جاری رکھنا پڑتا تھا۔ ان کے علاوہ ایک چوتھا امر بھی تھا جو کہ بہت حد تک طبعی ہے۔ اس لئے اس کو چوتھا مرض نہیں کہہ سکتا۔ اور وہ بڑھاپے کے عوارض تھے۔ جس کو ڈاکٹری میں Male climacteric بولتے ہیں۔ اور یہ مخصوص صنفی و طبعی یعنی ہارمونز کی کمی کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔

مرض الموت کی ابتداء

غالباً مارچ یا شروع اپریل میں حضرت میر صاحب کو دمہ کے شدید دورے ہونے شروع ہو گئے۔ جس کے لئے مارفیا کا استعمال زیادہ کرنا پڑا۔ اور فلسول بھی بہت زیادہ مقدار میں شروع کر دی۔ جس سے اعصاب اور معدہ پر سخت مضر اثر پڑا۔ فلسول میں اسپرین اور انٹی پائیرین ہوتی ہے۔ جو اعصاب اور معدہ اور جگر کے فعل کو کمزور کر دیتی ہے۔ چنانچہ آخر مئی میں مرض ترقی کرنا شروع ہوا۔ جس کی علامات یہ تھیں سخت بے چینی۔ جلن اور الٹی۔ بھوک کا فقدان نفخ اور قبض اعصابی ضعف اور بے خوابی وغیرہ آخر الذکر تکلیف کی یہ شدت تھی۔ کہ مارفیا کے ٹیکوں اور خواب آور ادویہ کی دگنی تگنی مقدار بھی بے اثر ثابت ہو رہی تھی۔ ادھر جون میں گرمی کی شدت کا یہ عال تھا کہ تندرست اور نوجوان بھی نیم مردہ ہو رہے تھے۔ ایسی حالت میں ایک اہم المریض بڈھے کا جو حال ہوتا ہوگا۔ وہ بیان کا محتاج نہیں۔ چنانچہ حضرت میر صاحب ایک منٹ بھی آرام نہ کر سکتے تھے۔ بلکہ بار بار کبھی ٹہلتے کبھی بیٹھتے کبھی لیٹتے۔ کبھی نہلتے اور کبھی غسل کرتے تھے۔ اکثر وقت باریک ململ کا کرتہ پہن کر گیلی چادر اوڑھ لیتے۔ اور باوجود پنکھا موجود ہونے کے بے چینی اور گرمی میں کمی محسوس نہ کرتے۔ یہ میر صاحب کا ہی حوصلہ تھا جو آخر تک اپنے جذبات پر قابو رکھا۔ ورنہ کوئی اور ہوتا تو ایسے بے چین کن حالات میں پاگل ہو جاتا۔

معالج اور علاج

حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ خانصاحب ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب اور ڈاکٹر محمد احمد صاحب پوری توجہ کوشش اور باہم مشورہ سے علاج میں معروف تھے زیادہ تر جسم سے زہر کا ازالہ کرنے اور اعصاب کو تسکین دینے کی ادویہ دی جاتی تھیں یعنی مارفیا۔ ہائیوسین۔ نمک پانی کا ٹیکہ اور گلوکوز۔ پچی ٹرین بہت مفید ثابت ہو رہی تھی۔ اس کے ساتھ Perendren کے ٹیکے بھی گم شدہ طاقت کو بحال کر رہے تھے۔ آخر الذکر ٹیکہ بہت قیمتی تھا۔ گو نایاب نہ تھا۔ مگر افسوس ہے۔ کہ یہ ٹیکہ اس کے نمایاں فائدے کے باوجود مجبوراً بند کرنا پڑا۔ کسی ماہر فن ڈاکٹر کو بلانے کا بھی مشورہ ہوا تھا۔ مگر مجھے معلوم نہیں اس کا انتظام کیوں نہ ہو سکا۔ حضرت میر صاحب کے مرض کی نوعیت اور آپ کی شخصیت کا تقاضہ یہ تھا۔ کہ خاص نرسنگ کا انتظام کیا جاتا۔ مگر اس میں بھی کئی امور مانع تھے۔

اسی طرح فیڈنگ (خوراک) میں بھی مشکلات تھیں۔ کیونکہ ایک ریٹائرڈ سول سرجن اور بلند پایہ صحابی اور ولی اللہ کو ہر کس و ناکس اپنی مرضی کے تابع نہیں کر سکتا تھا۔ اور یہ ظاہر ہے۔ کہ علاج اور خوراک کے معاملہ میں جب تک مریض کو کلی طور پر اپنے آپ کو ڈاکٹر اور نرس کے تابع نہ کر دے فائدہ نہیں ہو سکتا۔ ان مشکلات کے باوجود علاج اور دعا سے بہت حد تک افاقہ ہوتا رہا۔ مگر آفت یہ تھی۔ کہ جب بھی طبیعت سنبھلتی گرمی کی بھینٹ چڑھ جاتی رہی۔ شدت گرمی کا علاج تو اللہ تعالےٰ کے ہاتھ میں تھا۔ کہ وہ اپنے فضل سے باران رحمت نازل کرتا۔ مگر اس میں بھی ہماری شامت اعمال سے تاخیر ہو گئی دوسری صورت یہ تھی۔ کہ آپ کو پہاڑ پر لے جایا جاتا۔ مگر اس میں بھی دیگر مشکلات کے علاوہ ملک کی مکدر فضا بھی مانع ہوتی رہی۔

مرض کی شدت

۱۵-۱۶ جون کے قریب حالت زیادہ خراب ہو رہی تھی۔ اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز دیکھنے کے لئے تشریف لاتے رہے۔ ۱۹ جون کو عاجز سعودی عرب سے واپس آیا۔ اور اخبار میں آپ کی شدید علالت کا حال پڑھ کر سخت صدمہ ہوا۔ چنانچہ اسی دن عاجز اللہ تعالےٰ سے دعائیں کرتا اور مہلت مانگتا ہوا آپ کے سفہ پر حاضر ہوا۔

حسب معمول فوراً ہی اجازت دے دی۔ اور آپ کو زندہ دیکھ کر خدا کا شکر ادا کیا۔ آپ چارپائی پر لیٹے تھے۔ مجھے دیکھ کر تعجب سے فرمایا۔ جلدی واپس آ گئے ہو۔ میں نے عرض کی سعودی حکومت نے حکم دے کر ملک سے نکال دیا ہے۔ کیونکہ احمدی وہاں نہیں رہ سکتے۔ عرب کے حالات دریافت فرماتے۔ اور تبصرہ بھی کرتے رہے۔ میں نے عرض کی۔ کہ مجھے معلوم تھا عرب میں رہنا مشکل ہوگا۔ میں تو صرف آپ کی بات پوری کرنے گیا تھا۔ جو آپ نے روانگی سے قبل فرمایا تھا کہ خواہ جانتے ہی واپس آنا پڑے۔ ایک دفعہ عرب میں قدم رکھ آؤ۔ یہ کا بھی فائدہ ہوگا۔

آپ کی گفتگو سے موت کی تمنا ظاہر ہوتی تھی۔ میں نے عرض کیا آپ کی خواہش زندہ رہنے کی نہ ہو۔ مگر ہم کو تو آپ کی نافع الناس وجود کی بہت ہی ضرورت ہے۔

ایسے مواقع پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ سنایا کرتے تھے۔ کہ اگر گھوڑے کی دم کے بالوں کے برابر سال بھی عمر مل جائے۔ تو آخر موت ہی ہے۔ پھر لمبی عمر کی خواہش کا کیا فائدہ۔

دوسرے وزٹ پر عاجز نے عرض کیا کہ آپ کو پہاڑ پر لے جانے کا مشورہ ہو رہا ہے۔ فرمایا "کیا مردے کو پہاڑ پر لے جاؤ گے۔ ساتھ ہی ایک چپڑاسی کا واقعہ سنایا۔ جس کی تنخواہ ۱۵-۲۰ روپے تھی۔ اور اس کو ایک دفعہ ڈاکٹروں نے پہاڑ پر جانے کا مشورہ دیا تھا۔ بظاہر یہ کلمات زندگی سے مایوسی کے تھے۔ جو عام حالات میں نکالنا کفر ہے۔ مگر حضرت میر صاحب جیسے ولی اللہ اور عابد کے متعلق کبھی گمان نہیں ہو سکتا۔ کہ موت کے خواہشمند اور زندگی سے مایوس تھے۔ بلکہ معلوم ہوتا تھا۔ (اور اب تو ان کی ڈائری سے ثابت بھی ہو گیا ہے) کہ ان کو واضح الفاظ میں موت کے دن کا علم دیا گیا تھا۔ جس کی بنا پر وہ سفر آخرت کی تیاری برضا و رغبت کر رہے تھے۔ پھر مجھے دیکھ کر بستر سے اٹھ بیٹھے۔ میں نے عرض کی لیٹے رہیں۔ فرمایا۔ میں تمہاری موجودگی میں کس طرح لیٹ سکتا ہوں۔ اس کے چند دن بعد میں نے ان کے حواس کی حالت ٹسٹ کرنے کے لئے عرض کیا۔ کیا آپ مجھے پہچانتے ہیں۔ جھٹ فرمایا۔ میں ابھی اپنے پرانے دوستوں کو تو نہیں بھولا۔ مجھے اس پر بڑی خوشی ہوئی۔ ایک اس لئے کہ ہمارے مریض کی حالت بہتر ہو رہی ہے۔ دوسرے اس لئے کہ آپ نے خاکسار کو بھی اپنے دوستوں میں شمار کیا۔ الحمد للہ۔ ایک دن فرمایا۔ موت کا خوف تو نہیں۔ مگر جانکنی کی تکلیف سے ڈرتا ہوں۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ سنایا۔ کہ انہوں نے موت کی خواہش کی۔ مگر اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ ابھی ٹھیرو۔ مگر ان کے اصرار پر اللہ تعالےٰ نے حضرت عزرائیل کو اجازت دے دی۔ فرمایا ابھی اس نے ایک رگ ہی کھینچی تھی۔ کہ حضرت موسیٰ درد سے تلملا اٹھے۔ اور عرض کی۔ ابھی میں آنے کو تیار نہیں ہوں۔ (مفہوم)

نمونیہ کی ابتداء

۶ یا ۷ جولائی کو ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب نے فرمایا۔ کہ حضرت میر صاحب کے پھیپھڑوں میں بائیں جانب کا کچھ حصہ ماؤف ہے۔ یعنی نمونیا کا لوکل پیچ ہے۔ عاجز نے بھی بعد معاینہ اسکی تصدیق کی۔ اور نمونیہ کے خطرہ کے پیش نظر سب کے اتفاق اور مشورہ سے طے پایا کہ فوراً حضرت میر صاحب کو پنی سیلین کا ایک کورس دے دیا جائے۔ اس کے چند دن بعد ڈاکٹر صاحب حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کے ساتھ لاہور تشریف لے گئے۔ اور یہ مفید ٹیکہ نہ دیا جا سکا۔ جولائی کی دوسری بارش (جو ۱۴ اور ۱۵ تاریخ کو ہوئی تھی) کے بعد ۱۵ اور ۱۶ کی درمیانی رات کا آخری حصہ خلاف معمول سرد تھا۔ معلوم ہوتا ہے۔ اس رات حضرت میر صاحب کے سینہ کو سردی لگ گئی۔ اور نمونیہ کا لوکل پیچ بڑھکر پھیپھڑوں میں سرایت کر گیا۔ اس سے قبل ڈاکٹر عبدالحق صاحب ڈنٹل سرجن لاہور بھی ایک رات حضرت میر صاحب کو دیکھ کر ہمارے علاج سے اتفاق کرتے ہوئے برومائڈ تجویز کر گئے تھے۔ اور غالباً ۱۴ یا ۱۵ تاریخ کو ڈاکٹر محمد یعقوب صاحب ماہر ایکس رے (X Ray) امرتسر سے تشریف لائے۔ اور انہوں نے ایک نیند آور دوائی سوم نی پان (Somni Pan) کا ٹیکہ تجویز کیا۔ جو رات کو دو تین دفعہ کیا گیا۔ کیونکہ نیند نہ آتی تھی۔ اس کے بعد دن کو بھی نیند آور ادویہ کے ٹیکے ہوئے۔ اور حضرت میر صاحب آرام سے سوتے رہے۔

بے ہوشی کی ابتدا

مگر یہ نیند آہستہ آہستہ نیم بیہوشی کی صورت اختیار کرتی گئی۔ جس کا باعث بہت حد تک نمونیہ کا اثر تھا۔ ۱۷ جولائی (جمعرات) کو بھی بے ہوشی رہی۔ جس کے ازالہ کی ہر ممکن کوشش کی گئی۔ ۱۸ کو قبل نماز جمعہ۔ سرسام کا شبہ دور کرنے اور بے ہوشی کو کم کرنے کے لئے لمبر پنکچر (کمر سے پانی نکالنا) کیا گیا۔ مگر اس سے بھی افاقہ نہ ہوا۔ گو دماغ کا پانی بالکل شفاف تھا۔ اور دباؤ بھی زیادہ نہ تھا۔ نیز نمک پانی وغیرہ کا ٹیکہ کیا گیا۔

نماز جمعہ کے بعد مشہور ہو گیا۔ کہ حضرت میر صاحب کی حالت خراب ہے۔ اور کل سے بے ہوش ہیں۔ اس لئے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ وہاں تشریف لے جا رہے ہیں۔ عاجز سے ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب نے نہایت ہی رقت اور درد سے فرمایا۔ ڈاکٹر صاحب میر صاحب کی حالت تو خراب ہو گئی ہے۔ آپ بھی دیکھ لیں۔ مگر اب آرام کر لیں۔ شام کو مشورہ میں شامل ہو جانا۔ میں نے سوچا ایسی حالت میں آرام کرنا نفس پرستی ہوگی۔ اور اسی وقت روانہ ہو گیا۔ وہاں جا کر دیکھا کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز پہنچ چکے تھے۔ اور ہسپتال کے تمام ڈاکٹر بھی موجود تھے۔ معائنہ کے بعد علاج کا مشورہ ہوا۔ حضور نے سب سے پہلے فرمایا۔ آکسیجن دی جائے۔ جو کہ لاہور کے سوا نہ مل سکتی تھی۔ آخر معلوم ہوا۔ کہ حضرت مرزا شریف احمد صاحب کے کارخانہ میں کمرشل آکسیجن ہے۔ وہ لا کر شروع کر دی گئی۔ جس سے چہرہ کی نیلاہٹ سرخی میں تبدیل ہو گئی۔ پھر پنی سیلین کا ایک لاکھ یونٹ دیا گیا۔ اور ساتھ ہی کونین کا ٹیکہ بھی۔ اور دل کی طاقت کے لئے کورامین کا وریدی ٹیکہ کیا گیا۔ اور دائیں قلب پر دباؤ کے آثار دیکھ کر فصد بھی کیا گیا۔ مگر بے ہوشی میں کمی نہ ہوئی۔ گو نبض اور سانس کی حالت بہتر ہو جاتی تھی۔ اس کے ساتھ بخار ۱۰۴ یا ۱۰۵ تک ہو رہا تھا۔ جس کے لئے عاجز سر مبارک کو سپنج کرتا رہا۔ اور دائیں آنکھ کے آنسو پونچھتا رہا۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ نہایت صبر اور اطمینان سے ہم کو ضروری ہدایات دیتے اور ڈاکٹروں سے اہم باتوں کی وضاحت کرواتے رہے۔

سورہ یاسین کی تلاوت

۶-۳۰ کے قریب ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب نے سورہ یاسین کی تلاوت نہایت شیریں مگر سوز اور درد سے پر آواز کے ساتھ شروع کر دی۔ جو کہ ہمارے نزدیک خطرہ کا الارم تھا۔ مگر حاضرین نے غالباً اس کو صرف سنت کی اتباع ہی جانا۔ خاندان نبوت کی قریباً سب مستورات اور بزرگان اور صاحبزادگان خاموشی سے اپنا اپنا حق آخری خدمت کا ادا کر رہے تھے۔ جن میں پیش پیش حضرت میر صاحب کی اہلیہ ثانی تھیں۔ ساڑھے سات بجے کے قریب حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ عاجز کو ساتھ لے کر صحن میں ٹہل رہے تھے۔ اور ہم دونوں حضرت میر صاحب کی حالت پر تبصرہ کر رہے تھے۔ اور حضور کچھ کچھ امید ظاہر کر رہے تھے۔ کہ شاید حالت بہتر ہو جائے۔ کیونکہ نبض درجہ حرارت اور سانس کا توازن قائم تھا۔

آخری لمحات

اچانک اندر سے آواز آئی۔ جلدی آؤ۔ حالت خطرناک ہے۔ ہم جلدی میں اندر آئے۔ تو دیکھا کہ حضرت میر صاحب کا سانس اکھڑ رہا ہے۔ اور نبض بالکل بند ہے۔ مرزا منور احمد صاحب اور عاجز نے مصنوعی سانس دلایا۔ مگر بے سود میں نے دیکھا کہ حضرت میر صاحب کی اہلیہ ثانی نہایت صبر اور حوصلہ کے ساتھ کھڑے آپکے دہن مبارک اور آنکھوں کو بند کر رہی تھیں۔ حالانکہ ہم دونوں کی کمر غم کے مارے ٹوٹ رہی تھی۔ اور سانس دلانا مشکل ہو رہا تھا۔ آخر ہماری کوششیں ناکام رہیں۔ فرشتہ اجل غالب آ گیا۔ اور منشاء الٰہی کے مطابق ۷ بج کر چالیس منٹ پر حضرت میر صاحب نے آخری سانس لیا۔ آہ۔ وہ سانس کیا تھا۔ صرف مبارک اور پیارے لبوں کی آخری کمزور حرکت سی تھی۔ اور قلب کی حرکت ہمیشہ کے لئے بند ہو گئی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

حضرت میر صاحب ہم کو بہت پیارے تھے۔ اس لئے طبعاً ان کی وفات سے سب کو صدمہ ہوا۔ مگر آخر صبر سے کام لیا۔ کیونکہ ان کو بلانے والا سب سے پیارا تھا۔ موت سے دو دن قبل ان کی بے ہوشی ہم سب کے لئے نہایت صدمہ کا موجب تھی۔ کیونکہ ہم اپنے محبوب سے آخری کلام نہ کر سکے تھے۔ مگر حضرت میر صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے لئے یہ رحمت کا موجب ہوئی۔ کیونکہ بے ہوشی کی وجہ سے ان کو جانکنی کی تکلیف جس کا ان کو بہت ڈر تھا۔ بالکل نہ ہوئی۔

ترسیل زر اور انتظامی امور کے متعلق مینیجر الفضل کو مخاطب کریں۔ (ایڈیٹر)

مجلس عرفان

اس سانحۂ ارتحال کے بعد حضرت امیر المومنین نے وضو فرما کر خدام کو نماز مغرب پڑھائی۔ اور بعد نماز مغرب حسب معمول مجلس علم و عرفان منعقد ہوئی۔ اور حفاظت مرکز کے متعلق اہم ہدایات حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کو دیتے رہے۔ اللہ اللہ یہ ہے دین کو دنیا پر عملاً مقدم کرنا۔ ایک نہایت ہی بزرگ اور بلند پایہ صحابی۔ جو کہ رشتہ کے لحاظ سے بھی نہایت قریب تعلق رکھتے ہوں۔ اور حضرت کے قلب میں سب سے زیادہ موجزن جذبات سلسلہ احمدیہ کی خدمت اور حفاظت کے ہیں۔ بلکہ دل میں غیر معمولی اطمینان اور تسکین تھا۔ بعض میر صاحب کی وفات سے قبل جو صدمہ حضور کو تھا وہ ظاہر نہ ہوتا تھا۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ کی تقدیر جاری ہو چکی تھی۔ اور حضور اپنے مولا کی رضا پر راضی تھے۔ اس کے بعد حضور نے قبر کے متعلق مشورہ فرمایا۔ اور حضرت میر صاحب کی وصیت سے اتفاق کیا۔ کہ حضرت نانی اماں کی قبر اور دیوار کے درمیان قطعہ خاص میں جگہ دی جائے۔ پھر حضور نے حاضرین کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ۔ " میں شام کے قریب ڈاکٹر صاحب (دعا حبہ راقم) کو ساتھ لے کر ٹہل رہا تھا۔ کہ میری نگاہ سامنے کے مکان پر پڑی۔ جہاں زرد سی دھوپ نظر آ رہی تھی۔ گویا تین چار منٹ سورج غروب ہونے میں تھے۔ اس وقت میں نے اس خیال سے کہ شاید میر صاحب کی طبیعت پر کسی خواب کی بنا پر یہ اثر ہو کہ جمعہ وفات کا دن ہے۔ اور اگر یہ تین چار منٹ خیریت سے گذر جائیں۔ تو ایک ہفتہ (یعنی اگلے جمعہ تک) زندگی اور بڑھ سکتی ہے۔ دعا کرنی شروع کی۔ مگر جلدی ہی اندر سے بلاوا آگیا۔ کہ میر صاحب کا سانس اکھڑ رہا ہے۔" (مفہوم) خاکسار عرض کرتا ہے کہ ۱۸ کو یعنی جمعہ کے روز سورج ۷ بجکر ۴۳ منٹ پر غروب ہوا تھا۔ اور اس حساب سے حضرت میر صاحب کی وفات ۷ بجکر ۴۰ منٹ پر یعنی جمعہ کا دن ختم ہونے سے صرف ۲-۳ منٹ پہلے ہو گئی۔ جس میں قدرت کا خاص ہاتھ صاف طور پر نظر آتا تھا۔ پھر حضور نے خاکسار کو مخاطب کر کے فرمایا کہ حضرت میر صاحب کی مرض کا صحیح سبب معلوم نہیں ہو سکا۔ میں نے ڈاکٹروں کی وکالت کرتے ہوئے کچھ صفائی پیش کی۔ مگر حضور کی جرح کے بعد مجھے خاموش ہونا پڑا۔ سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا۔ اس کے بعد حضور نے نماز عشاء پڑھائی۔ اور دوست غم زدہ دلوں کے ساتھ گھروں کو چلے گئے

متفرق امور

میں نے اپنے مضمون میں ارادتاً حضرت میر صاحب کی اہلیہ کے ساتھ ثانی کا لفظ استعمال کیا ہے۔ کیونکہ نئے دوستوں میں سے اکثر اور پرانے میں سے بھی بعض کو اس بات کا علم نہیں کہ آپ کی دو اہلیہ ہیں۔ چنانچہ ایک ذمہ وار ادارہ نے بھی لاعلمی سے صرف ایک اہلیہ سے ہی اظہار افسوس کیا ہے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت میر صاحب مرحوم کا سلوک اپنے حرموں سے اس قسم کا منصفانہ تھا۔ اور دونوں بیویوں کے تعلقات بھی ایسی محبت پر مبنی تھے کہ سب کو یہی معلوم ہوتا تھا۔ کہ حضرت میر صاحب کی ایک ہی اہلیہ ہے

شکریہ!

مضمون کو ختم کرنے سے قبل میں سب ڈاکٹروں کی طرف سے حضرت میر صاحب کی دونوں اہلیہ۔ بچوں اور بچیوں سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کہ انہوں نے باوجود سخت مصروف ہونے کے قریباً ہر روز ہماری شربت چائے وغیرہ سے تواضع کی۔ فجزاہم اللہ خیرا۔

جنت کی بشارت

حضرت میر صاحب کی وفات کے دوسرے یا تیسرے دن میری والدہ صاحبہ مکرمہ نے جو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحابیہ اور بفضل خدا صاحبہ کشف اور الہام ہیں نماز کی حالت میں کشف میں دیکھا کہ ڈاکٹر نور دین صاحب کی والدہ مرحومہ (اہلیہ اول خانصاحب منشی فرزند علی خانصاحب) تشریف لائی ہیں۔ اور خوشی سے فرماتی ہیں "بہن میر صاحب واقعی جنت کے لائق تھے۔ اور وہ تو جنت میں داخل بھی ہو گئے ہیں"

اس میں کیا شک ہے کہ حضرت میر صاحب ولمن خاف مقام ربہ جنتان کے مصداق تھے۔ اور وہ یقیناً جنتی ہیں۔ مگر ایک دوست نے ان کی وصیت میں جو وفات کے بعد شائع ہوئی ہے عالم برزخ کے الفاظ پڑھ کر تعجب کا اظہار کیا ہے۔ کہ میر صاحب نے لکھ دیا ہے کہ میں عالم برزخ میں آگیا ہوں۔ مگر وہ تو جنت میں ہیں۔ اس کے متعلق عرض ہے کہ حضرت میر صاحب نے جو کچھ لکھا ہے۔ عین قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق لکھا ہے۔ کیونکہ ہر ایک روح خواہ مومن کی ہو یا کافر کی۔ جنتی کی ہو یا جہنمی کی پہلے ضرور برزخ میں رکھی جاتی ہے۔ یہانتک کہ یقینی جنتی وجود یعنی انبیاء اولیاء اور خلفاء کی روح بھی سیدھی جنت میں نہیں جاتی۔ بلکہ پہلے برزخ میں ہی رکھی جاتی ہے۔ اور اس روحانی قبر میں اس کی رحم مادر کی طرح ربوبیت کی جاتی ہے۔ اور اس کو اس قابل بنا دیا جاتا ہے۔ کہ وہ اپنے اعمال کے مطابق جنت کی نعماء یا دوزخ کے عذاب کو کامل طور پر محسوس کر سکے۔ کیونکہ روح کی مثال اگلے جہان میں ایک نطفہ یا بیج کی ہوتی ہے۔ جس کا نشوونما ضروری ہے (ثم اماتہ فاقبرہ۔ سورہ عبس)

دعاء نعم البدل

حضرت میر صاحب کی وفات سے جماعت میں ایسا خلا پیدا ہو گیا ہے جو جلد پر ہوتا نظر نہیں آتا۔ بلاشبہ آپ علم الابدان اور علم الادیان کے تحریک انسائیکلوپیڈیا تھے۔ جس سے ہر شخص ہر وقت فیض حاصل کر سکتا تھا۔ ہم ڈاکٹروں کو خصوصیت سے بہت نقصان ہوا ہے۔ جس کا بدل فی الحال جماعت میں نہیں۔ نہ ہی حضرت میر صاحب کی اولاد میں سے کسی نے ڈاکٹری فی الحال پڑھی ہے جس سے خاندان میں سے بھی یہ مفید پیشہ ختم ہو رہا ہے۔ خدا کرے ان کے چھوٹے بچوں کو یہ توفیق مل جائے۔ اور وہ خاندان میں اس مفید پیشہ کو زندہ رکھ سکیں۔ اور حضرت میر صاحب کے تجربات سے ہم کو بھی مستفید کر سکیں آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ مرحوم کو اعلےٰ علیین میں جگہ دے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

سات سالہ پروگرام

تربیت و اصلاح

سالانہ اجتماع ۱۳۲۳ھش پر تقریر فرماتے ہوئے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے مجلس کیلئے آئندہ سات سالہ پروگرام تجویز فرمایا تھا حضور نے اس خطبہ میں شعبہ تربیت و اصلاح کے متعلق جو ہدایات دی تھیں انہیں آپ کے دماغوں میں دوبارہ مستحضر کرنے کے لئے میں ان کا خلاصہ آپ دوستوں کے سامنے رکھتا ہوں۔ (۱) نماز باجماعت کی سختی سے نگرانی کی جائے۔ (۲) جو خدام نماز باجماعت کے عادی نہ ہوں انہیں پہلے خدام کے عہدیدار سمجھائیں۔ اور پھر مرکز کی وساطت سے حضور کے سامنے ان کے نام پیش کئے جائیں۔ (۳) خدام و اطفال کے سامنے وقتاً فوقتاً اخلاق کے متعلق تفصیلاً بحث آتی رہنی چاہیئے۔ اور انہیں بتانا چاہیئے کہ کون کون سے اعمال ہیں جو اچکل عام ہیں۔ مگر اسلامی نقطۂ نگاہ سے برے ہیں۔ اور کون سے اعمال ہیں جو برے سمجھے جاتے ہیں۔ مگر وہ درحقیقت اسلامی نقطۂ نگاہ کے مطابق ہیں (۴) اسلامی اخلاق پر چھوٹی چھوٹی کتابیں اور رسالے تصنیف کئے جائیں۔ جن میں اصول اخلاق پر بحث ہو (تفصیلی اخلاق حالات کے مطابق بدلتے رہتے ہیں) (۵) خدام و اطفال کو یہ کتابیں اور رسالے بار بار پڑھائے جائیں۔ تا یہ باتیں ان کے ذہن نشین ہو جائیں (۶) ایسی اخلاقی کمزوری جس سے دوسروں کو بھی نقصان پہنچتا ہو اور اس کے نقصان کا دائرہ وسیع ہو۔ تو اس کے انسداد کے متعلق شریعت کا حکم ہے۔ کہ اسے فوراً روکا جائے۔ اور اس کے کرنے والے کو سزا دی جائے (۷) مجالس خدام الاحمدیہ اپنے حلقوں میں اخلاقی نگرانی کا کام کسی مقامی عہدیدار کے سپرد کریں۔" (سات سالہ پروگرام ۱۳۲۳ھش)

سالانہ اجتماع پر پیش کرنیکے لئے جو رپورٹیں مجالس کی طرف سے تیار ہوں۔ ان میں خصوصیت سے یہ ذکر کیا جائے کہ اس سال کے دوران ان امور کے متعلق کیا کوشش کی گئی۔ معتمد خدام الاحمدیہ مرکزیہ

روزہ ــــ اور ــــ دُعا

تورات سے چند حوالے

(از قلم میرزا محمد سیف اللہ خاں صاحب فاروق)

جب کبھی بھی کسی نبی نے اللہ تعالیٰ سے حکم پاکر زمین پر روحانیت کی بنیاد رکھی ہے تو اُسکے بالمقابل کفر اپنے تمام ساز و سامان سمیت ہمیشہ صف آرا ہوتا رہا ہے اور بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ کفر غالب آ جائے گا۔ کیونکہ وہ ہر لحاظ سے مسلح اور قوی معلوم ہوتا ہے اور اس کے بالمقابل روحانیت کے حامل ہمیشہ بے کس بے بس اور غریب معلوم ہوتے ہیں۔ مگر انجام کار فتح انہی بیکسوں بے بسوں کے لئے ہی مخصوص رہی ہے معلوم ہے۔ اس فتح کا راز کیا ہے؟ اس کا یہی راز تھا کہ ان بے بسوں کے ہاتھ میں صرف دعا ہی کی تیز تلوار تھی جس سے اُنہوں نے کفر کو زیر و زبر کیا۔ بلاؤں اور مصائب کو اپنے سے ٹال دیا۔ مگر جس طرح مریض کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ دوا بھی کرے اور پرہیز بھی کرے۔ تب جاکر مکمل صحت اور تندرستی کو حاصل کر سکتا ہے۔ اسی طرح دعا کو تیز کرنے کے لئے اور قبولیت کے درجے تک پہنچانے کے لئے روزہ رکھنا نہایت ضروری ہے۔ روزہ اور دعا اگر پوری شرائط سے بجا لائے جائیں۔ تو قبولیت دعا یقینی ہے۔ چونکہ دعا اور روزہ کے مجرب نسخہ کو جماعت احمدیہ استعمال کرتی ہے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ استعمال کرتی رہیگی۔ اسلئے ازدیاد ایمان کے لئے چند حوالجات سابقہ صحف سے پیش کرتا ہوں۔ تاکہ دعا میں زور پیدا ہو سکے۔ اور ہمیں یقین ہو۔ کہ دعا میں کس قدر طاقت ہے اور سابقہ روحانی قوموں اور لوگوں نے کس قدر اس سے انقلابات پیدا کئے ہیں۔ اور کس قدر عظیم الشان بلاؤں۔ عذابوں اور مصائب کو انہوں نے صرف دعا ہی سے ٹالا تھا۔

چنانچہ لکھا ہے ”سو ہم نے روزہ رکھ کر اس بات کے لئے اپنے خدا سے منت کی۔ اور اُس نے ہماری سنی“ (عزرا باب ۸ آیت ۲۳ سے تا ۲۴)

پھر لکھا ہے ”تب میں نے اہاوا کے دریا پر روزہ کی منادی کرائی۔ تاکہ ہم اپنے خدا کے حضور اُس سے اپنے اور اپنے بال بچوں اور اپنے مال کے لئے سیدھی راہ طلب کرنے کو فروتن بنیں“ (عزرا باب ۸ آیت ۲۱ سے ۲۲)

یروشلم کی خستہ حالی اور یہودی قوم کی اسیری اور تباہی سے متاثر ہو کر نحمیاہ نے اس کا جو علاج سوچا وہ یہ تھا۔ کہ ”جب میں نے یہ باتیں سنیں تو بیٹھ کر رونے لگا۔ اور کئی دنوں تک ماتم کرتا رہا۔ اور روزہ رکھا اور آسمان کے خدا کے حضور دعا کی“ (نحمیاہ باب ۱ آیت ۴ تا ۵)

یہودیوں نے مختلف عذابوں اور اسیری اور بدحالی سے متاثر ہو کر جو طریقہ بچاؤ کا اختیار کیا وہ یہ ہے۔ ”پھر اسی مہینے کی چوبیسویں تاریخ کو بنی اسرائیل روزہ رکھ کر اور ٹاٹ اوڑھ کر اور مٹی اپنے سر پر ڈال کر اکٹھے ہوئے۔ اور اسرائیل کی نسل کے لوگ سب پردیسیوں سے الگ ہو گئے۔ اور کھڑے ہو کر اپنے گناہوں اور اپنے باپ دادا کی خطاؤں کا اقرار کیا۔۔۔۔ اپنے خدا کو سجدہ کرتے رہے“ (نحمیاہ باب ۹ آیت ۱ سے ۳)

جب اخویرس صاحب اقتدار اور حکمران تھا۔ اُس کے عہد حکومت میں ایک ہی دن میں تمام یہودی قوم کو قتل کیا جانا منظور ہوا۔ چنانچہ اُن خطوط کا یہ مضمون تھا جو کہ سلطنت کے مختلف صوبوں میں بھیجے گئے تھے۔ ”اور ہرکاروں کے ہاتھ بادشاہ کے سب صوبوں میں خط بھیجے گئے۔ کہ بارہویں مہینے یعنی ادار مہینے کی تیرھویں تاریخ کو سب یہودیوں کو کیا جوان کیا بڈھے کیا بچے کیا عورتیں ایک ہی دن میں ہلاک اور قتل کریں اور نابود کر دیں۔ اور اُن کا مال لوٹ لیں“ (آستر باب ۳ آیت ۱۳ سے ۱۵)

اس بڑی تباہی اور ہلاکت کا علاج یہودیوں نے جو سوچا وہ یہ تھا۔ ”اور ہر صوبہ میں جہاں کہیں بادشاہ کا حکم اور فرمان پہنچا یہودیوں کے درمیان بڑا ماتم اور روزہ اور گریہ زاری اور نوحہ شروع ہو گیا۔ اور بہتیرے ٹاٹ پہنے۔ راکھ میں پڑ گئے“ (آستر باب ۴ آیت ۳ سے تا ۴)

پھر لکھا ہے کہ ”تب آستر نے اُن کو مردکی کے پاس یہ جواب لے جانے کا حکم دیا۔ کہ جا اور سوسن میں جتنے یہودی موجود ہیں اُن کو اکٹھا کر۔ اور تم میرے لئے روزہ رکھو۔ اور تین روز تک دن اور رات نہ کچھ کھاؤ نہ پیؤ۔ میں بھی اور میری سہیلیاں اسی طرح سے روزہ رکھیں گی۔۔۔۔ اور آستر کے حکم کے مطابق سب کچھ کیا“ (آستر باب ۴ آیت ۱۵ -)

اس دعا اور روزہ سے جو کامیابی یہودیوں کو ہوئی وہ بھی آستر میں درج ہے۔

حضرت دانی ایل نے ایک خوفناک خواب جو کہ یہودی قوم کی ہلاکت اور یروشلم کی بربادی پر مشتمل تھا دیکھا۔ تو آپ نے مندرجہ ذیل طریقہ اختیار کیا ”اور میں نے خداوند خدا کی طرف رُخ کیا۔ اور میں منت اور مناجات کر کے اور روزہ رکھ کر اور ٹاٹ اوڑھ کر اور راکھ پر بیٹھ کر اُس کا طالب ہوا۔ اور میں نے خداوند اپنے خدا سے دعا کی“ (دانی ایل باب ۹ آیت ۳ سے تا ۵)

حضرت یونس علیہ السلام کی قوم کا واقعہ قرآن مجید میں درج ہے۔ اور اس جگہ وہ واقعہ یوں درج ہے

”اور یوناہ شہر میں داخل ہوا۔ اور ایک دن کی راہ چلا۔ اُس نے منادی کی اور کہا کہ چالیس روز کے بعد نینوہ برباد کیا جائیگا۔ تب نینوہ کے باشندوں نے خدا پر ایمان لا کر روزہ کی منادی کی اور ادنیٰ و اعلیٰ سب نے ٹاٹ اوڑھا۔ اور یہ خبر نینوہ کے بادشاہ کو پہنچی۔ اور وہ اپنے تخت پر سے اُٹھا۔ اور بادشاہی لباس کو اُتار ڈالا۔ اور ٹاٹ اوڑھ کر راکھ پر بیٹھ گیا۔۔۔۔ جب خدا نے اُن کی یہ حالت دیکھی کہ وہ اپنی اپنی بری روش سے باز آئے۔ تو وہ اُس عذاب سے جو اس نے اُن پر نازل کرنے کو کہا تھا۔ باز آیا اور اُسے نازل نہ کیا“ (یوناہ باب ۳ آیت ...)

روزہ اور دعا کی تمام شرائط کو ملحوظ رکھ کر انسان کام کرے۔ تو انشاء اللہ تعالیٰ دعا قبولیت کے درجہ تک پہنچ جاتی ہے۔

چنانچہ ان شرائط کا بھی ذکر کیا گیا ہے لکھا ہے۔ ”وہ کہتے ہیں۔ ہم نے کس لئے روزے رکھے۔ جب کہ تو نظر نہیں کرتا اور ہم نے کیوں اپنی جان کو دکھ دیا جب کہ تو خیال میں نہیں لاتا؟ دیکھو تم اپنے روزہ کے دن میں اپنی خوشی کے طالب رہتے ہو۔ اور سب طرح کی سخت محنت لوگوں سے کراتے ہو۔ دیکھو تم اس مقصد سے روزہ رکھتے ہو۔ کہ جھگڑا رگڑا کرو۔ اور شرارت کے مکے مارو۔ پس اب تم اس طرح کا روزہ نہیں رکھتے ہو۔ کہ تمہاری آواز عالم بالا پر سنی جائے۔ کیا یہ وہ روزہ ہے جو مجھ کو پسند ہے؟ ایسا دن کہ اس میں آدمی اپنی جان کو دکھ دے اور اپنے سر کو جھاؤ کی طرح جھکائے اور اپنے نیچے ٹاٹ اور راکھ بچھائے؟ کیا تو اس کو روزہ اور ایسا دن کہیگا۔ جو خداوند کا مقبول ہو؟ کیا وہ روزہ جو میں چاہتا ہوں۔ یہ نہیں کہ ظلم کی زنجیریں توڑیں اور جوئے کی بندھن کھولیں۔ اور مظلوموں کو آزاد کریں۔ بلکہ ہر ایک جوئے کو توڑ ڈالیں۔ کیا یہ نہیں کہ تو اپنی روٹی بھوکوں کو کھلائے۔ اور مسکینوں کو جو آوارہ ہیں۔ اپنے گھر میں لائے۔ اور جب کسی کو ننگا دیکھے۔ تو اسے پہنائے اور تو اپنے ہم جنس سے روپوشی نہ کرے۔“ (یسعیاہ باب ۵۸ آیت ۳ تا ۹)

ان شرائط سے معلوم ہوا۔ کہ روزہ اور دعا کے علاوہ کئی ایک نیک کاموں سے اپنے ارد گرد نیک ماحول بھی پیدا کرنا چاہیئے۔

درخواست ہائے دعا

(۱) فضل الٰہی صاحب آف بھیرہ دماغی عارضہ کی وجہ سے بیمار ہیں۔ احباب اُن کی صحت کیلئے دعا فرمائیں۔ (خاکسار محمد اشرف از قادیان)

(۲) خاکسار کا لڑکا بیمار ہے احباب دعائے صحت کریں۔ (محمد رمضان چھڑاؤلہ تحصیل شجاع آباد)

جلسہ ہائے سیرۃ النبی صلعم

(۱) سید بابر علی صاحب اکبر موضع سیان ضلع سیالکوٹ سے لکھتے ہیں کہ مورخہ ۲۷/۶/۴۷ بروز اتوار جلسہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم زیر صدارت مولانا عبد اللہ صاحب فاضل منعقد کیا گیا۔ جس میں مختلف احباب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح اور آپ کی تعلیم اور اسوہ کے بارہ میں تقاریر کیں۔ حاضرین میں تمام مذہب و ملت کے دوست تھے۔ جلسہ بخیر و خوبی انجام پذیر ہوا۔

(۲) مولوی صدر الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ مونگ ضلع گجرات لکھتے ہیں کہ مورخہ ۲۹/۶/۴۷ کو جلسہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انعقاد کیا گیا۔ مختلف احباب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح پر تقاریر کیں۔ ایک پنڈت صاحب نے بھی مختصر تقریر فرمائی۔ حاضری کافی تھی۔ جلسہ بخیر و خوبی انجام پذیر ہوا۔

(۳) عبد الجبار صاحب سکرٹری تبلیغ موضع رشی نگو سے لکھتے ہیں۔ کہ مورخہ ۲۷/۶/۴۷ کو بعد نماز مغرب جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انعقاد کیا گیا۔ مختلف احباب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح بیان کیں بعد از دعا جلسہ برخاست ہوا

(۴) عبد الواحد خان صاحب دیہاتی مبلغ لودھراں ضلع ملتان سے لکھتے ہیں۔ کہ مورخہ ۲۹ رجون کو ۵ بجے سے ۸ بجے شام تک مسجد احمدیہ میں جلسہ سیرۃ النبی صلے اللہ علیہ وسلم کا انعقاد کیا گیا۔ جس میں غیر احمدی اور غیر مسلم اصحاب بھی شامل ہوئے علاوہ دیگر معززین کے مولوی خیر محمد صاحب (اہل سنت والجماعت) نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں ایک عمدہ نعت سنائی۔ جلسہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بہترین خصائل بیان کئے گئے۔

(۵) مولوی رحیم بخش صاحب منڈی گڑھی دیہاتی مبلغ حلقہ جوڑہ ضلع لاہور لکھتے ہیں کہ مورخہ ۳۰/۶ کو جماعت احمدیہ چونڈہ نے جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جلسہ منعقد کیا۔ جس میں چھ مختلف حضرات نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق فاضلہ۔ آپ کی پیشگوئیاں جو موجودہ زمانہ میں پوری ہوئیں۔ آپ کے احسانات اقوام عالم پر۔ اور آپ کی پاکیزہ تعلیم کے موضوعات پر تقاریر فرمائی۔ جلسہ ۱۲ بجے رات بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

(۶) مولوی رحیم بخش صاحب منڈی گڑھی دیہاتی مبلغ علاقہ جوڑی ضلع لاہور لکھتے ہیں۔ کہ مورخہ ۲۹/۶/۴۷ کو جماعت احمدیہ کھریپڑ نے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جلسہ منعقد کیا۔ جس میں چار مختلف احباب نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مستورات پر احسانات اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت۔ آپ کا عدل و انصاف کے موضوع پر تقاریر کیں۔ جلسہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

(۷) بشیر احمد صاحب قائمقام قائد مجلس خدام الاحمدیہ فیروز پور چھاؤنی لکھتے ہیں کہ مورخہ ۲۹/۶/۴۷ کو جماعت احمدیہ فیروز پور چھاؤنی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا جلسہ منعقد کیا۔ جلسہ میں ہر مذہب و ملت کے احباب کافی تعداد میں موجود تھے اگرچہ موسم سخت خراب ہو گیا تھا۔ تاہم جلسہ بخیر و خوبی ہوتا رہا علاوہ دیگر مقررین کے سردار کرتا سنگھ صاحب بی۔ اے نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ پر نہایت موثر تقریر فرمائی۔ جلسہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا

(۸) ملک محمد شریف صاحب معتمد خدام الاحمدیہ محمود آباد ضلع جہلم لکھتے ہیں کہ مورخہ ۲۹ رجون کو جماعت احمدیہ محمود آباد نے جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد کیا۔ اور مختلف احباب نے تقریریں فرمائیں جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بچپن کی سوانح کو پیش کر کے احمدی بچوں کو آپ کے اسوہ حسنہ پر چلنے کی تلقین کی گئی۔

تبلیغی رپورٹیں

(۹) مولوی غلام احمد صاحب فرخ مبلغ حلقہ سندھرا اپنی تبلیغی رپورٹ یکم تا سات جون میں لکھتے ہیں۔ کہ عرصہ زیر رپورٹ میں تین مقامات کا دورہ کیا۔ ایک لیکچر دیا۔ ۲۳ اشخاص کو بذریعہ ملاقات پیغام حق پہنچایا۔

(۱۰) مولوی محمد حسین صاحب مبلغ حلقہ پونچھ اپنی تبلیغی رپورٹ از ۱۶ تا ۳۰ رجون میں لکھتے ہیں۔ کہ عرصہ زیر رپورٹ میں تین مقامات کا دورہ کیا اور احباب سے تبادلہ خیالات ہوا۔ دو لیکچر دئے۔ ۱۱۲ اشخاص کو بذریعہ ملاقات پیغام حق پہنچایا۔ (ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان)

درخواست دعا

نائجیریا مغربی افریقہ۔ جناب حکیم فضل الرحمٰن صاحب مبلغ انچارج رمضان المبارک کے ایام میں مقدمہ میں کامیابی کے لئے درخواست دعا کرتے ہیں۔ جو کئی سال سے مخالفین احمدیت کی طرف سے چل رہا ہے۔

حفاظت مرکز کا چندہ جلد ادا کیا جائے

چندہ حفاظت مرکز کی وصولی کی رفتار بہت افسوسناک ہے۔ موجودہ خطرناک حالات احباب کے سامنے ہیں۔ اس میں سستی کرنا سخت قدر نقصان دہ ہے۔ احباب بہت جلد وعدے پورے کریں۔ نیز زمیندار احباب فصل ربیع سے ہی وعدے پورے کریں۔ اور وعدے جلد پورے کر کے حضور کی خوشنودی حاصل کر کے اللہ تعالیٰ کے حضور سرخرو ہوں۔

اعلان نکاح

خاکسار نے ۱۶/۶/۴۷ کو شیخ عبد الکریم صاحب پسر شیخ میراں بخش صاحب ساکن لالہ موسیٰ کا نکاح بعوض مہر مبلغ ایک ہزار روپیہ منظور بیگم صاحبہ بنت حافظ محمد شفیع صاحب ساکن سیالکوٹ کے ساتھ پڑھا۔ اللہ تعالےٰ مبارک کرے۔ خاکسار اللہ دتا سکرٹری مال جماعت احمدیہ سیالکوٹ

کراچی میں مسٹر جناح کا شاہانہ استقبال

گورنمنٹ ہاؤس پر ہلالی پرچم لہرا دیا گیا

کراچی ۷ اگست آج مسٹر محمد علی جناح وائسرائے کے ذاتی طیارہ کے ذریعے کراچی پہنچے۔ ہوائی اڈے پر آپ کا شاہانہ استقبال کیا گیا۔ لاکھوں اشخاص کا ہجوم پولیس کا نرغہ توڑ کر فضائی اڈے تک جا پہنچا۔ سب سے پہلے پاکستان کے ہونے والے وزیر اعظم مسٹر لیاقت علی خاں نے آپ کا خیر مقدم کیا پھر سندھ کے مجوزہ گورنر شیخ غلام حسین ہدایت اللہ نے سندھ کے تمام وزراء اور سول کے اعلیٰ حکام سے آپ کا تعارف کرایا۔ اس کے بعد مسٹر جناح نے تمام فضائی اڈہ کا چکر کاٹا۔ اور ہجوم کا شکریہ ادا کیا۔

فضائی اڈہ سے باہر مسٹر جناح کے اعزاز میں تین میل لمبا جلوس نکالا گیا۔ جس میں لاکھوں اشخاص نے شرکت کی۔ پندرہ میل کی مسافت طے کرنے کے بعد جلوس گورنمنٹ ہاؤس پہنچا۔ بلوچ رجمنٹ کی ایک کمپنی نے آپ کو سلامی دی۔ جب آپ گورنمنٹ ہاؤس میں داخل ہوئے تو اس پر مسلم لیگ کا پرچم لہرایا گیا۔ اس تقریب پر کراچی کی بندرگاہ کیماڑی میں پاکستان کے بحری بیڑہ کے جہاز سبز جھنڈوں سے آراستہ تھے۔

پنجاب حد بندی کمیشن کا کام ختم ہو گیا

صدر کمیشن کی دہلی کو روانگی

شملہ ۷ اگست پنجاب کے حد بندی کمیشن نے آج اپنا کام ختم کر لیا۔ آج شملہ سے روانہ ہونے سے پیشتر کمیشن کے ارکان نے سر ریڈ کلف چیئرمین کے ساتھ یونائیٹڈ سروسز کلب میں کھانا کھایا۔ جہاں ان کی تصویر اتاری گئی۔ سر ریڈ کلف کمیشن کی رپورٹ وائسرائے ہند لارڈ ماؤنٹ بیٹن کے سامنے پیش کرنے کے لئے دہلی روانہ ہو گئے ہیں۔ کمیشن کے ارکان بھی یہاں سے چلے گئے ہیں۔

معلوم ہوا ہے کہ کمیشن کے فیصلے کا اعلان ۱۲ اگست تک ہو جائے گا۔

وزیر اعظم انڈونیشیا کی تقریر

بٹاویہ ۷ اگست انڈونیشیا کے وزیر اعظم امیر شریف الدین نے ایک نشری تقریر میں کہا۔ انڈونیشیا ڈچ حکومت کے ساتھ اپنے جھگڑے کے سلسلے میں کسی ملک کو مداخلت نہیں کرنے دے گا۔ وہ صرف اتحادی تنظیم کے مقرر کردہ کمیشن کے ثالثانہ فیصلہ کو منظور کرے گا۔

آپ نے کہا جب تک کمیشن انڈونیشیا نہیں پہنچتا ہم ڈچ حکومت کے ساتھ کوئی بات چیت نہیں کریں گے۔

ہندوستان کی فلاح و بہبود کیلئے دعاء

مسٹر محمد علی جناح کا پیغام

نئی دہلی ۶ اگست۔ مسٹر محمد علی جناح نے کراچی جانے سے قبل دہلی میں اہالیان دہلی کے نام ایک الوداعی پیغام دیا۔ آپ نے کہا میں ہندوستان کی فلاح و بہبود اور امن و آشتی کے لئے دست بدعا ہوں۔ میں ان تمام احباب کا تہ دل سے شکر گذار ہوں۔ جنہوں نے قیام پاکستان کے موقع پر مجھے مبارکباد کے پیغام ارسال کئے ہیں۔ میں دہلی کے باشندوں کو الوداع کہتا ہوں۔ یہاں پر میرے بہت سے دوست ہیں۔ میں تمام فرقوں کے لوگوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس عظیم الشان تاریخی شہر میں امن و امان سے رہیں۔ ہمیں چاہیئے کہ ماضی کی تمام رنجشوں کو بھول جائیں۔ اور دو آزاد اور خود مختار ملکوں یعنی پاکستان اور ہندوستان میں نئے سرے سے زندگی کا آغاز کریں۔ میں ایک بار پھر ہندوستان کی فلاح و بہبود اور امن و آسائش کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں۔

مسٹر جناح آج وائسرائے ہند کے ذاتی طیارہ میں کراچی روانہ ہو رہے ہیں۔

پاکستان کے کانگرسی پندرہ اگست کا دن نہ منائیں

صدر کانگرس کی طرف سے سرکلر

لاہور ۷ اگست اچاریہ کرپلانی صدر کانگرس نے پاکستان میں رہنے والے کانگرسیوں کے نام ایک سرکلر جاری کیا ہے۔ جس میں کہا گیا ہے کہ ملک کی تقسیم کی وجہ سے پاکستان کے کانگرسیوں کے دل دکھے ہوئے ہیں۔ اس وجہ سے ۱۵ اگست کی تقریب پر کانگرسیوں کو خوشی نہیں منانی چاہیئے۔

بنگال اور آسام کی کونسلوں کو

توڑ دینے کا فیصلہ

نئی دہلی ۷ اگست صوبہ بنگال کی تقسیم اور ضلع سلہٹ کے مشرقی بنگال کے ساتھ الحاق کے نتیجہ کے طور پر فیصلہ کیا گیا ہے کہ مشرقی اور مغربی بنگال کے نئے صوبوں میں اور آسام میں صرف ایک ایک اسمبلی رکھی جائے۔ موجودہ کونسلیں ۱۵ اگست کو توڑ دی جائیں گی۔

پندرہ اگست کے بعد برطانوی فوجوں کی پوزیشن

لنڈن ۷ اگست برطانوی پارلیمنٹ میں ایک لیبر ممبر نے دریافت کیا کہ ۱۵ اگست کے جب چند ماہ کے لئے برطانوی فوجیں ہندوستان میں رہیں گی۔ تو اس عرصہ میں ان سے کیا کام لیا جائے گا۔ برطانیہ کے وزیر ڈیفنس مسٹر الگزینڈر نے جواب دیا کہ ۱۵ اگست کے بعد ہندوستان اور پاکستان کی حکومتیں اپنے اپنے علاقوں میں قانون اور امن کی بحالی کے لئے ذمہ وار ہوں گی۔ اس لئے برطانوی فوجوں کو بدامنی کو فرو کرنے کے لئے استعمال نہیں کیا جائے گا۔

مشرقی پنجاب میں قحط کا خطرہ

لاہور ۷ اگست۔ مون سون ہواؤں کی کمی کی وجہ سے مشرقی پنجاب میں قحط کے زبردست آثار پائے جاتے ہیں۔ حصار کے علاقہ میں دور دور تک گھاس اور پانی کا نشان تک نہیں ملتا۔ جس کی وجہ سے مویشی بکثرت مر رہے ہیں۔ ایک ذمہ وار افسر نے بتایا کہ اگر مزید چند دن بارش نہ ہوئی تو خریف کی فصل بالکل تباہ ہو جائے گی۔ اور خوفناک قحط رونما ہو جائیگا۔ مشرقی پنجاب کی گورنمنٹ نے اس سلسلے میں خوراک بہم پہنچانے کے خاص انتظامات کرنے شروع کر دیئے ہیں۔

میٹرک کے امتحانات ۱۲ اگست کو ہوں گے

لاہور ۷ اگست مسٹر ایم۔ جی سنگھار جسٹرار پنجاب یونیورسٹی نے اعلان کیا ہے کہ امسال میٹرک کے امتحانات ۱۲ اگست کو ہوں گے۔ اور باقی امتحانات بھی مقررہ تاریخوں پر ہوں گے۔ جن کا اعلان پہلے کیا جا چکا ہے۔

بنگال باؤنڈری کمیشن

کلکتہ ۷ اگست۔ آج بنگال باؤنڈری کمیشن نے اپنا کام ختم کر لیا۔ ہندو مہاسبھا کی طرف سے مسٹر ایس این چیٹرجی نے معاملہ پیش کیا۔

سات کروڑ گز جاپانی کپڑا ہندوستان آئے گا!

مدراس ۷ اگست معلوم ہوا ہے کہ حکومت ہند تاوان جنگ کے طور پر جاپان سے سات کروڑ گز کپڑا حاصل کرے گی۔ اس کپڑے کو ہندوستان بھر میں کوٹا کے مطابق تقسیم کر دیا جائے گا۔

پاکستان کا فوجی جھنڈا

کراچی ۷ اگست معلوم ہوا ہے کہ پاکستان کے قومی جھنڈے کا نمونہ پاکستان آئین ساز اسمبلی کے اجلاس میں پیش کیا جائیگا۔ اتوار کو منعقد ہوگا۔ اس اجلاس میں صدر کے انتخاب کے علاوہ ضابطہ کے قواعد بھی مرتب کئے جائیں گے۔